OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

آئمہ تفسیر کے نزدیک نعمت کی اقسام اور کفار پر نعمت الٰہی کی حقیقت (جمہور اور معتزلہ کے نظریات کا تحقیقی جائزہ)

The Categories of Blessings According to the Imams of Tafsir and the Reality of Divine Blessings upon Disbelievers: An Analytical Study of the Views of the Majority and the Mu'tazilites

Muhammad Furqan
MS Scholar (Islamic Studies), Superior University, Lahore

Dr. Neelam Bano
Assistant Professor of Islamic Studies, Superior University, Lahore

Abstract

This article presents a comprehensive study of the concept of "Ni'mah" (blessing) and its categories as discussed by prominent exegetes of the Qur'an. The term "Ni'mah" holds significant importance in Islamic teachings, as it reflects Allah's mercy and bounties upon humanity. However, there are varying interpretations among different schools of thought regarding its meaning, types, and application to non-believers (kuffar).The objective of this research is to explore the linguistic and terminological meanings of "Ni'mah" through the perspectives of renowned scholars and to analyze the contrasting views of the majority (jumhur) and the Mu'tazilites regarding its application to non-believers. The study focuses on the interpretations of Imam Raghib al-Isfahani, Imam Fakhr al-Din al-Razi, Nizam al-Din al-Nisaburi, Allama Alusi, Imam Dhahabi, Ghulam Rasul Saeedi, Allama Baydawi, and Imam Ibn al-Jawzi.The findings reveal that, according to the majority of scholars, "Ni'mah" extends to non-believers as well, as Allah's blessings are universal and encompass all of creation, a view supported by the Qur'an and Hadith. On the contrary, the Mu'tazilites argue that non-believers are not recipients of Allah's blessings, as they are undeserving of His favors. This paper critically examines the Mu'tazilite claim and provides a refutation based on Qur'anic verses and Prophetic traditions.The

CC BY

research concludes that the concept of "Ni'mah" in Islamic teachings is broad and inclusive, and denying Allah's blessings to non-believers contradicts the overarching principles of the Qur'an and Sunnah. This study contributes valuable insights to the field of Qur'anic exegesis and serves as a resource for researchers interested in exploring theological and exegetical perspectives on divine blessings.

Keywords:
Ni'mah (Blessing), Qur'anic Exegesis, Mu'tazilite Perspective, Jumhur Scholars

نعمت کا تعارف:

ہر وہ چیز جو انسان کے لئے کسی بھی پہلو سے فائدہ مند ہو، نعمت کہلائی جاتی ہے۔ آنکھ خواہ دیکھنے کی صلاحیت کی بنا پر ہو یا گناہوں سے بچنے کے باعث آنسو بہانے کا ذریعہ بنے، بہر حال وہ بھی نعمت ہی شمار ہو گی۔ اس تصور کو سامنے رکھتے ہوئے اگر غور کیا جائے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل، رحمت، شفقت اور کرم سے انسان کو ایسی بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے جن میں دیگر مخلوقات کو وہ امتیاز حاصل نہیں۔ انسان کے لئے عطا کی گئی یہ نعمتیں اس طرح ہیں کہ اگر وہ انہیں خدا کے احکام کے مطابق استعمال کرے تو اس کے ظاہر و باطن میں ترقی اور نشو و نما پیدا ہوتی ہے، اور اسے دنیاوی کامیابی کے ساتھ ساتھ اخروی نجات بھی نصیب ہوتی ہے۔ یہاں ہم چند مثالیں بطور تمہید پیش کرتے ہیں جو ان نعمتوں کی قدر و قیمت کو واضح کرتی ہیں۔

نعمتوں کی فراوانی:

زمین و آسمان کے درمیان پائی جانے والی تمام چیزیں کسی نہ کسی صورت میں انسان کی خدمت اور اس کے فائدے کے لئے ہیں، چاند، سورج، ایک جگہ رکنے والے اور گردش کرنے والے ستارے، فضا میں دکھائی دینے والی اور نہ دکھائی دینے والی تمام کی تمام چیزیں خداوند عالم کے ارادہ اور اس کے حکم سے انسان کو فائدہ پہنچا رہی ہیں۔ پہاڑ، جنگل، صحرا، دریا، درخت و سبزے، باغ، چشمے، نہریں، حیوانات اور دیگر زمین پر پائی جانے والی بہت سی مخلوقات ایک طرح سے انسان کی زندگی کی ناؤ کو چلانے میں اپنی اپنی کارکردگی میں مشغول ہیں۔ خداوند عالم کی نعمتیں اس قدر وسیع، زیادہ، کامل اور جامع ہیں کہ انسان کو عاشقانہ طور پر اپنی آغوش میں بٹھائے ہوئے ہیں، اور ایک مہربان اور دلسوز ماں کی مانند انسان کے رشد و نمو کے لئے ہر ممکن کوشش کر رہی ہیں۔ انسان کو جن ظاہری و باطنی نعمتوں کی ضرورت تھی خداوند عالم نے اس کے لئے پہلے سے ہی تیار کر رکھی ہیں۔ قرآن کریم کے اندر اس سلسلے میں بیان ہوتا ہے:

﴿أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً﴾(۱)

نعمت پر توجہ:

کسی بھی نعمت سے بغیر توجہ کے فائدہ اٹھانا، چوپاؤں، غافلوں اور پاگلوں کا کام ہے، انسان کم از کم یہ تو سوچے کہ یہ نعمت کیسے وجود میں آئی ہے یا اسے ہمارے لئے کس مقصد کی خاطر پیدا کیا گیا؟ اس کے رنگ، بو اور ذائقہ میں کتنے اسباب و عوامل پائے گئے ہیں۔ المختصر یہ کہ بغیر غور و فکر کے ایک لقمہ روٹی یا ایک لباس، یا زراعت کے لائق زمین، یا بہتا ہوا چشمہ، یا بہتی ہوئی نہر، یا مفید درختوں سے بھرا جنگل، اور یہ کہ کتنے کروڑ یا کتنے ارب عوامل و اسباب کی بنا پر کوئی چیز وجود میں آئی تا کہ انسان زندگی کے لئے مفید واقع ہو۔

نعمتوں کا بے شمار ہونا:

اگر ہم نے قرآن کریم کی ایک آیت پر بھی توجہ کی ہوتی تو یہ بات واضح ہو جاتی کہ خداوند عالم کی نعمتوں کا شمار ممکن نہیں ہے، اور شمار کرنے والے چاہے کتنی بھی قدرت رکھتے ہوں ان کے شمار کرنے سے عاجز رہے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَ لَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّ الْبَحْرُ یَمُدُّه مِنْ بَعْدِه سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ-اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ﴾(۲)

اور اگر روئے زمین کے تمام درخت، قلم بن جائیں اور سمندر میں مزید سات سمندر اور آجائیں تو بھی کلمات الہی تمام ہونے والے نہیں ہیں، بیشک اللہ صاحب عزت بھی ہے اور صاحب حکمت بھی"۔ لہذا خدا کی عطا کردہ نعمتوں کو ہر گز شمار نہیں کیا جاسکتا۔

﴿وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (۳)

اور تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں کر سکتے، بیشک اللہ بڑا مہربان اور بخشنے والا ہے"۔

نعمت کی اہمیت احادیث کی روشنی میں:

(۱) حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ ، عَنْ الْأَعْرَجِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ اللَّهُ : أَعْدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ فَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ (۴)

ہم سے حمیدی نے بیان کیا کہ ان سے سفیان بن عیینہ نے نقل کیا، انہوں نے ابو الزناد سے سنا، اور ابو الزناد نے اعرج سے، جبکہ اعرج نے حضرت ابو ہریرہؓ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی کے دل میں ان کا خیال کبھی آیا۔"۔ اگر جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو «فلا تعلم نفس ما أخفي لهم من قرة أعين» "پس کوئی شخص نہیں

جاننا کہ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے کیا کیا چیزیں چھپا کر رکھی گئی ہیں۔

(۲) حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ هُوَ ابْنُ أَبِي هِنْدٍ ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ: الصِّحَّةُ، وَالْفَرَاغُ، قَالَ عَبَّاسٌ الْعَنْبَرِيُّ : حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ. (۵)

ہم سے مکی بن ابراہیم نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم کو عبد اللہ بن سعید نے خبر دی، وہ ابوہند کے صاحب زادے ہیں، انہیں ان کے والد نے اور ان سے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے، صحت اور فراغت۔" عباس عنبری نے بیان کیا کہ ہم سے صفوان بن عیسیٰ نے بیان کیا، ان سے عبد اللہ بن ابی ہند نے، ان سے ان کے والد نے کہ میں نے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی حدیث کی طرح۔

(۳) حَدَّثَنَا حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ ، قَالَ زُهَيْرٌ: حَدَّثَنَا، وَقَالَ سَعِيدٌ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ الْأَعْرَجِ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ مِصْدَاقُ ذَلِكَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَلا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ سورة السجدة آية ١٧" (٦)

سفیان نے ابو زناد سے، انھوں نے اعرج سے، انھوں نے حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جسے ن کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال تک گزرا ہے۔ کتاب اللہ میں اس کا مصداق (یہ آیت) ہے: "کسی کو معلوم نہیں کہ جو نیک کام کرتے رہے ان کی جزا کے طور پر ان کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرنے کے لیے کیا جو چھپا کر رکھا گیا ہے۔"

نعمت پر شکر کا ضروری ہوتا:

خالق کے مخلوق کے لیے محسن ہونے میں رائی برابر بھی شک نہیں، ہر تخلیق پر خالق حقیقی نے احسانات کی بارش کر رکھی ہے جبکہ بحیثیت انسان ہم پر ان احسانات کا دائرہ وہ وسعتیں سمیٹ لیتا ہے کہ باقی مخلوقات پر حضرت انسان کی سبقت تابندہ ستارے کے مثل منور دکھائی دیتی ہے اشرف المخلوقات ہونا ایک طرف اور حق خود اریت دوسری طرف پیر پیر پر نعمت اور گام گام پر اسکی رحمت سر پر سایہ فگن رہتی ہے، والدین نعمت، اولاد نعمت، نیز ہر رشتہ نعمت کی بے مثل نظیر ہے، ہدایت نعمت، شجاعت نعمت، ریاضت نعت، خطابت نعمت، حتیٰ کہ عنایت نعمت اور اطاعت بھی اس کی نعمتوں کا

ہی ثمر ہیں۔

اللہ سوہنے نے انسان کو جہاں اس زندگی جیسی کمال نعمت بخشی ہے وہیں اس سے جڑی صحت کی نعمت بھی لاثانی ہے جس کا نہ کوئی مول ہے اور نہ کسی منڈی میں اس کی بولی لگتی ہے یوں تو اس کی عنایت کردہ ایک ایک نعمت انمول نہ بکنے والی اور نایاب ہے، صحت تو بہت بڑی شے ہے، اس کا عطا کردہ تو ابرو کا اک بال بھی سارے جہاں کی دولتوں سے قیمتی اور مہنگا ہے یہ تو انسان کی فطرت میں حرص کا عنصر ہی کچھ زیادہ ہے جو وہ حاصل پر شکر کے بجائے لاحاصل کے حصول کے لیے چاروں سمت کھلے منہ دوڑتا نظر آتا ہے حالانکہ میرے اللہ کی عنایتیں صرف دینے تک محیط نہیں بلکہ وہ لے کر بھی کرم فرماتا ہے، وہ الگ بات ہے کہ بندہ صرف یکطرفہ نظر کا حامل ہے۔یعنی اسے آتے ہوئے میں کرم اور جاتے ہوئے میں قہر دکھائی دیتا ہے، حالانکہ ان کا مفہوم متضاد بھی ہو سکتا ہے۔

بس یہی مثال بندگان خالق حقیقی پر صادر آتی ہے کہ جیسے اللہ رب العزت نے انہیں شرف سے نوازا یہ ان نوازشات کا پورا پورا بدلہ چکائیں گو کہ پورا پورا حق ادا کرنے کا دعوی خود میں بہت بڑا بول ہے کیونکہ اس زندگی کا لمحہ لمحہ بھی اگر اسکی اطاعت میں گزار دیا جائے تو حق یہی ہے کہ حق ادا نہ ہو گا۔ مگر جتنی بساط ہے جہاں تک بن پڑے وہاں تک کمربستہ رہنا ہی شکر گزاری ہے، نعمت کا حق یہ ہے کہ جیسے خالق حکم فرمائے مخلوق ویسے آمین کہہ دے، آنکھیں نعمت، دیکھنا بھی نعمت، مگر جہاں ان کے جھکانے کا فرمان ہے وہاں ان نگاہوں کا اٹھنا نعمت کی تذلیل ہے، زبان نعمت، گفتگو بھی نعمت، مگر جہاں چپ رہنے کا کہا جائے وہاں بولنا اور جہاں بولنا فرض ہو وہاں خاموشی نعمت کی ناقدری ہے۔ بہادری نعمت اور بیباک دل اس سے بھی بڑی نعمت مگر جہاں حوصلہ کا درس ہو وہاں شجاعت کی شمشیر چلانا نعمت کی پامالی ہے۔ آسان لفظوں میں نعمت کی شکر گزاری کا پہلو یہ ہے کہ نعمت انعام کرنے والے کی مرضی کے مطابق اپنی منشا کو کر دیا جائے... اس میں دوامی کامرانی اور فلاح کے مقفل دریچوں کی کنجیاں موجزن ہیں۔

نعمت پر ناشکری کرنے کے نقصانات:

ان نعمتوں پر (جو جو بھی اللہ نے کسی کو کسی بھی طرح کی نعمت سے نوازا ہے) ناشکری کرنے پر اللہ تعالی اس شخص کو (اس کے حال) پر چھوڑ دیتا ہے، اور وہیں سے اس کی ہلاکت شروع ہو جاتی ہے جس سے نجات ممکن نہیں، بلکہ اس کی وجہ سے نعمتیں زائل ہو جاتی ہیں اور مصیبتیں گھیر لیتی ہیں۔ اور گناہوں کی وجہ سے ہی بندے سے نعمت چھین لی جاتی ہے اور عذاب نازل ہوتا ہے۔ شرف دکمال چھن جاتا ہے بدنامی اور رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، لوگوں کی نظروں سے گر جاتا ہے، عمر، رزق اور عمل میں برکت ختم ہو جاتی ہے۔ اور اسی طرح ہر گناہ کا یہی حال اور اثر ہے، اور دین و دنیا میں بھی اس کا نقصان ہے۔

"نعمۃ" کا لغوی معنی و مفہوم

(۱)

إنعام (اسم)

الإنعام يعلى الإعطاء، إنعام بمعنى النظر

- إنعام (اسم)

إنعام یہ انعم کا مصدر ہے

أنعم (ع)

أنعم ، يُنعم ، إنعاما ، فهو منعم ، والمفعول منعم للمتعدیا نعم فلان : أحسن وزاد أنعم صار في النعيم

یہ مختلف معانی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسے کہ

أنعم الله بك عينًا : أقر بك عين من تحب

أنعم النظر في الأمر : أطال الفكرة فيه

انعم الله صباحك : أسعدك وجعلك تعيش . مَلِيئَا بِالرَّفَاهِيَةِ وَالْعَيْشِ الرَّغْدِ (۷)

(۲)

انعام جمع ہے (ن ع م) کا اور یہ انعم کا مصدر ہے

یہ الهبة، الاحسان کے معانی میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے اس شعر میں ہے

يَتَلَقَّى إِنْعَامَهُ في كُلِّ عيد : - : مَا يَهَبُهُ الْمَرْءُ مِنْ عَطَاءٍ

یعنی ما ينعم به . (۸)

(۳)

"نَعمة" (ن کے فتح کے ساتھ) کا معنی ہے: بہتری، آسودگی، دولت اور نِعمۃ" (ن کے کسرہ کے ساتھ) کا معنی ہے: فائدہ، فضل انعام کیا جاتا ہے "فلان واسع النعمة" یعنی فلاں شخص بہت مالدار ہے۔ (۹)

"نعمة" کا اصطلاحی معنی و مفہوم:

نعمت یہ انعام سے مشتق ہے انعام کا معنی ہے نعمت دینا

"نعمة" کے اصطلاحی معانی سرور اور لذت کے ہیں۔ مرادی معنی وہ چیز جس سے انسان کو راحت حاصل ہو۔ اسی لیے مال و دولت اور تندرستی وغیرہ کو نعمت کہتے ہیں۔ (۱۰)

علامہ ابو القاسم الحسین بن محمد الراغب اصفہانی المتوفی ۵۰۲ھ کے نزدیک "نعمة" کا معنی و مفہوم:

"نعمة"کا معنی ہے عمدہ حالت اور نعمۃ جنس ہے اس کا اطلاق قلیل اور کثیر پر ہوتا ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللهِ لَا تُحْصُوْہَا ﴾(١١)

اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو انہیں شمار نہ کر سکو گے

اور انعام "کا معنی ہے: کسی دوسرے پر احسان کرنا ذوی العقول اور ناطقین پر جو احسان کیا جائے اس کو انعام کہتے ہیں۔ مثلا یوں نہیں کہا جائے گا کہ فلاں شخص نے اپنے گھوڑے پر انعام کیا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿انْعَمْتَ عَلَيْهِم﴾ (١٢) جن پر تو نے احسان کیا

نیز اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿وَإِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِ وَالْعَمْتَ عَلَيْهِ﴾ (١٣)

(اے رسول مکرم ﷺ) یاد کیجیے اس وقت کو جب آپ اس شخص سے کہتے تھے جس پر اللہ نے احسان فرمایا اور آپ نے بھی اس پر احسان کیا۔(١٤)

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی الشافی المتوفی ٦٠٦ھ کے نزدیک "نعمۃ" کا معنی و مفہوم:

نعمت کی تعریف میں اختلاف کیا گیا ہے بعض نے اس کی تعریف یوں کی

النعمة عبارة عن المنفعة المفعولة على جهة الاحسان إلى الغير "

اور بعض نے اس کی تعریف میں ایک قید کا اضافہ کیا ہے کہ:

"النعمة عبارة عن المنفعة الحسنة المفعولة على جهة الاحسان إلى الغير "

الحسنۃ کی قید کا اضافہ اس لیے کیا ہے کیونکہ نعمت شکر کرنے کو واجب کرتی ہے اور جب یہ قبیح ہو گی تو شکر کے بجالانے کو واجب نہیں کرے گی۔ اور حق یہ ہے (یعنی امام رازی کا نظریہ) کہ یہ قید معتبر نہیں ہے کیونکہ احسان کے ساتھ شکر کا استحقاق جائز ہے اگر چہ یہ فعل (محظور) ممنوع ہے کیونکہ شکر کے استحقاق کی جہت زنب اور عقاب کی جہت کا غیر ہے۔(١٥)

نظام الدین النیساپوری المتوفی ٧٢٧ھ کے نزدیک "نعمۃ" کا معنی و مفہوم:

كل ما يصل إلى الخلق من نفع اوضر فهو من الله لقوله تعالى " وَمَا بِكُمْ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللهِ" (١٦)
لان الواصل من جهة غير الله ينتهى اليه ايضاً لانه الخالق لتلك النعمة.

مخلوق کو جو نفع پہنچتا ہے یا اس سے جو ضرر دور ہوتا ہے وہ صرف اللہ تعالی کی طرف سے حاصل ہوتا ہے، اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

اور تمہارے پاس جو نعمت ہے سب اللہ کی طرف سے ہے۔

النعم الواصلة الينا بطاعاتنا هى ايضا من الله تعالى لانها من توفيقه و اعانته و اول نعمة من الله على

عبيده نعمة الحياة التي يمكن الانتفاع بالمنافع كما قال تعالى كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللهِ وَكُنْتُمْ أَمْوَتًا فَأَحْيٰكُمْ (١٧)

ہماری اطاعت کی بناء پر ہمیں پہنچنے والی نعمت بھی اللہ تعالیٰ کی ہی طرف سے ہے کیونکہ یہ اس کی توفیق اور اعانت کی وجہ سے ہے۔ اور اللہ تعالی کی جانب سے اسکے بندوں پر پہلی نعمت زندگی کی نعمت ہے کیونکہ نفع کا حصول اس کے زریعے سے ہی ممکن ہے جس طرح کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے "تم اللہ کا کیسے انکار کرسکتے ہو حالانکہ تم مردہ تھے اللہ تعالیٰ نے تمہیں حیات بخشی۔(١٨)

مصنف البحر المحیط کے نزدیک "نعمۃ" کا معنی ومفہوم: النعمة لين العيش..خفضه لذالك قيل للجنوب النعامى للين هبوبها.(١٩)

علامہ آلوسی کے نزدیک "نعمۃ" کا معنی ومفہوم: النعمة نفع الانسان من دونه لغير عوض (٢٠)

نعمتوں کی اقسام

(ا) نعمتوں کی اقسام امام ذہبی کے نزدیک:

نعمتوں کی دو قسمیں ہیں: (ا) دنیاوی نعمتیں اور (٢) دینی نعمتیں۔

دنیاوی نعمتیں بھی دو طرح کی ہیں: (ا) نفع کی نعمت (کچھ ملنا) اور (٢) دفع کی نعمت (کچھ دور ہونا)۔

نفع کی نعمت یہ ہے کہ اللہ تعالی تمہیں فائدے اور نفع بخش چیزیں عطا فرمائے، اس کی پھر دو قسمیں ہیں: (ا) سلامتی وعافیت کے لحاظ سے خلقت وپیدائش کا کامل و درست ہونا اور (٢) کھانے پینے، لباس اور نکاح وغیر وخواہشات ولذات کا حاصل ہونا۔ اور دفع کی نعمت یہ ہے کہ اللہ تعالی فاسد اور تکلیف دہ چیزوں کو تم سے دور کر دے۔ اس کی بھی دو قسمیں ہیں (ا) جسمانی معذوریوں، تمام آفات اور بیماریوں سے تمہیں محفوظ رکھنا اور۔۔(٢)۔۔رکاوٹوں سے پہنچنے والے ضر روتکلیف کو تم سے دور کرنا اور انسانوں، جنوں، درندوں یا شیر وغیرہ میں جو تمہیں نقصان دینے کا ارادہ کرے اسے تم سے دور رکھنا۔

دینی نعمتوں کی بھی دو قسمیں ہیں:

(ا) توفیق کی نعمت: یعنی کہ اللہ عزوجل نے تمہیں پہلے اسلام پھر سنت اور پھر عبادت کی توفیق بخشی اور (٢) (عصمت) یعنی (حفاظت) کی نعمت کہ پہلے تمہیں کفر وشرک سے بچایا اور پھر بدعت وگمراہی سے اور پھر تمام گناہوں سے محفوظ رکھا۔ ان نعمتوں کی تفصیل کو وہی عالم ومالک جل جلالہ ہی شمار کر سکتا ہے جس نے تمہیں یہ نعمتیں دی ہیں جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے

﴿ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللهِ لَا تُحْصُوہَا﴾ (٢١)

ترجمہ: اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو شمار نہ کر سکو گے۔(۲۲)

(۲) نعمتوں کی اقسام امام رازی اور علامہ غلام رسول سعیدی رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک:

امام فخر الدین رازیؒ نے اپنی تفسیر مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) میں نعمتوں کی تقسیم اس طرح بیان کی ہے:

وہ نعمتیں جن کے عطا کرنے میں اللہ تعالیٰ کی ذات یکتا ہے، جیسے انسان کو وجود میں لانا اور اس کے لئے رزق فراہم کرنا۔

وہ نعمتیں جو کسی واسطے یا ذریعہ کے ساتھ حاصل ہوتی ہیں، جیسے اولاد کی پرورش اور نشوونما، جو والدین کی خدمت و توجہ کے ذریعے میسر آتی ہے۔ تاہم حقیقت میں ان کا حقیقی عطا کرنے والا بھی اللہ ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: "اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے بارے میں تاکید کی، اس کی ماں نے اسے کمزوری پر کمزوری کے ساتھ اپنے پیٹ میں اٹھائے رکھا اور اس کا دودھ چھڑانا دو برس میں ہے۔ یہ کہ میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو، آخر کار لوٹنا میری ہی طرف ہے۔"(لقمان:۱۴)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنی شکر گزاری کا حکم دیا اور پھر والدین کی شکر گزاری کا۔ اس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ مخلوق کی نعمت اصل میں خالق کی نعمت ہی کا تسلسل ہے اور وہ اسی کے انعام کے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔

(۳) ایسی نعمت جو ہم کو اللہ تعالیٰ نے ہماری عبادت کے سبب سے عطا فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ﴾(۲۴)

ترجمہ: اور یاد کرو جب تمہارے رب نے سنادیا کہ اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دونگا اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب سخت ہے۔

اس آیت کا حاصل یہ ہے کہ ہمیں ان لوگوں کے رستے پر چلا جن پر تو نے انعام فرمایا ہے اور جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے ان کا ذکر اس آیت میں ہے:

وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُوْلَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّنَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّلِحِينَ " وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا (۲۵)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔(۲۶)

علامہ غلام رسول سعیدی کے نزدیک:

علامہ غلام رسول سعیدی نے بھی اپنی تفسیر تبیان الفرقان، ج ا ص ۱۷۷ میں ان اقسام کو ذکر فرمایا ہے۔(۲۷)

(۳) نعمتوں کی اقسام علامہ بیضاوی کے نزدیک:

نعمتوں کی اقسام شمار کرنے کی دو حیثیتیں ہیں ایک یہ کہ اجناس کے لحاظ سے اقسام شمار کرائی جائیں۔ دوم یہ کہ ان نعمتوں کے افراد و انواع و اشخاص شمار کروائے جائیں۔ دوسری حیثیت یعنی اشخاص وانواع وافراد کو شمار کرنا دشوار ہے کیونکہ اللہ تعالی کے افراد نعمت

بے شمار ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے ﴿و إن تعدوا نعمة الله لا تحصوها﴾ (۲۸)

البتہ اول حیثیت سے نعمت کی دو قسمیں ہیں: (۱) دینوی (۲) اخروی

پھر دینوی کی دو قسمیں ہیں: (۱) وہبی (۲) کسبی

پھر وہبی کی دو قسمیں ہیں: (۱)۔ روحانی (۲)۔ جسمانی

روحانی کی مثال جیسے کہ بندے کے اندر روح کا پھونک دینا۔ روح پھونکنے کے بعد بندہ کو عقل دے کر اس عقل کے ذریعے سے روح کو روشن کرنا۔ اور عقل دینے کے بعد بندہ کو قوت فہم قوت فکر اور قوت نطق عطا کرنا۔

عقل کی تعریف:

عقل کہتے ہیں اس قوت کو جو از جانب قدرت کلیات کے ادراک کے لیے نفس انسانی کے واسطے تیار کی جاتی ہے۔ اب اس قوت کے عطا کرنے کے بعد انسان کو تین چیزیں حاصل ہوتی ہیں:

(۱)۔۔ مبادی سے مطلوب کی طرف جلدی سے منتقل ہو جانا اور یہ ہی مراد ہے فہم ہے۔

(۲)۔ نفس سے ذہول شدہ چیزوں کو جان لینا اور یہ ہے مراد فکر سے۔

(۳) اپنے دل کی بات کو تعبیر کر دینا اور یہ ہے مراد نطق سے۔

یہ تینوں چیزیں وہبی ہیں جیسا کہ امام بیضاوی نے اس کو وہبی میں شمار کیا ہے۔

اور جسمانی کی مثال جیسے کہ بدن کو پیدا کرنا، اور ان قوتوں کو پیدا کرنا جو بدن کے اندر حلول کیے ہوئے ہیں۔ مثلاً قوت ذائقہ قوت لامسہ وغیرہ۔ اور ان کیفیات کو پیدا کرنا جو بدن کو عارض ہوتی ہیں مثلا صحت اور اعضاء کا صحیح وسلامت ہوتا۔ یہ وہبی کی مثالیں ہیں۔ اور کسبی کی مثالیں نفس کو رزائل سے پاک کرنا اور اس کو اچھے اخلاق اور عمدہ قوتوں سے مزین کرنا اور بدن کو عمدہ زیورات اور بہترین حالات سے مزین کرنا اور مال و مرتبہ کو حاصل کرنا۔

نعم اخروی کی مثالیں:

قاضی صاحب نے ان کو اجمالا بیان کیا ہے اس طور کہ بندہ سے جو کچھ افراط و تفریط ہوئی سب کو بخش دینا۔ اور اس سے راضی ہو جانا۔ اور اس کو اعلی علیین میں مقرب ملائکہ کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ٹھکانہ دے دینا۔

بعض لوگوں نے اس کی تفصیل بھی کی ہے انہوں نے یہ کہا ہے کہ نعم اخروی کی دو قسمیں ہیں (۱)۔ وہبی (۲)

کسبی

وہبی کی مثال مغفرت اور عفو باری تعالی ہے اور کسبی کی مثال جزاء اعمال ہے۔

اور پھر کسبی کی دو اقسام ہیں (۱)۔۔روحانی (۲) جسمانی۔

روحانی کی مثال رضاء باری تعالی اور جسمانی کی مثال جنت کی محسوس نعمتیں۔

اخروی نعمتوں کی اقسام کے بارے بعض لوگوں کا قول:

بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ آخرت کی تمام نعمتیں وہبی ہیں۔ کسی کو کسبی کہنا درست نہیں کیونکہ آخرت کی نعمتوں میں سے کسی نعمت کے حصول میں بندے کے کسی کسب کا کوئی دخل نہیں بلکہ اللہ کے فضل اور احسان سے حاصل ہو رہی ہیں۔ اگرچہ ان نعمتوں کا ترتب بندہ کے اسی کسب پہ ہے جو دنیا میں ہو چکا۔ بنیاد اس کی اس پر ہے کہ اللہ تعالی پر کوئی چیز واجب نہیں اور جب واجب نہیں تو جو کچھ بھی اللہ کی ذات عطا کرے گی وہ صرف افضال و انعام کے قبیلہ سے ہو گا۔ نہ کہ ادائے حق کے قبیلہ سے اور اسی کی طرف نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے الالاینجو منکم احدبعملہ صحابہ نے عرض کی آپ بھی یار سول اللہ ﷺ تو آپ ﷺ نے فرمایاہاں مگر یہ کہ مجھ کو اللہ اپنے فضل اور احسان سے بخش دے۔ تو اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آخرت میں جو کچھ بھی عطا ہو گا وہ اللہ کے فضل و احسان سے ہو گا۔(۲۹)

(۴) امام ابن جوزی کے نزدیک نعمتوں کی اقسام:

ویسے تو نعمتوں کو شمار کرنا ناممکن ہے لیکن وہ نعمتیں کہ جن پر شکر واجب ہوتا ہے ان کی تین اقسام ہیں

جو کہ درج ذیل ہیں:

(۱) دنیاوی نعمتیں مثلا صحت و عافیت اور حلال مال وغیر و

(۲) دینی نعمتیں: مثلا علم، تقوی، معرفت وغیرہ

(۳) اخروی نعمتیں: مثلا قلیل عمل پر کثیر ثواب کا عطا ہونا۔(۳۰)

کافر پر اللہ تعالیٰ کی نعمت

کافر پر اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے یا نہیں اس کے بارے میں دو گروہ ہیں۔

(۱)۔ ایک وہ گروہ ہے جو اس بات کا قائل ہے کہ کافروں پر اللہ تعالی کا انعام (نعمتیں) نہیں ہیں۔ اور اس گروہ کا نام معتزلہ ہے

(۲)۔ دوسرو ہ اگروہ ہے جو اس بات کا قائل ہے کہ کافروں پر اللہ تعالی کا انعام (نعمتیں) ہیں۔ اور یہ عقید در کھنے والا گروہ وہ ہے جس کو اہلسنت کہا جاتا ہے۔ یعنی جمہور اس بات کے قائل ہیں۔

معتزلہ کا موقف

معتزلہ کا دعویٰ یہ ہے کہ کافروں پر انعام (نعمتیں) نہیں ہیں

معتزلہ کے دلائل:

معتزلہ نے اپنے اس دعوے پر دو قسم کے دلائل وہ

(۱) نقلی (یعنی قرآن کریم کی آیات سے استدلال کیا ہے)

(۲) عقلی (یعنی قیاس کے ذریعے اپنے عقیدے کو ثابت کیا ہے)

قرآن پاک سے معتزلہ کے دلائل:

اگر اللہ تعالیٰ نے کافروں پر نعمت کی ہے تو وہ اس آیت صراط الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کے تحت داخل ہونگے اگر معاملہ یہ ہو تو مطلب یہ ہو گا کہ اهدِنَا الصِّراطَ الْمُسْتَقِيمَ، صِراطَ الَّذِينَ انْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (۳۱) یعنی کہ راستہ ان کا جن پر تونے انعام کیا ہے تو جب کافروں پر نعمت ہو گی تو وہ بھی اس میں شامل ہو جائیں گے تو کافروں کا راستہ طلب کرنا مراد ہو گا اور یہ باطل ہے

تو اس آیت سے یہ ثابت ہوا کہ کافروں پر اللہ کی نعمت نہیں ہے۔

اگر تم کہو کہ صراط کا لفظ اس کا دفاع کر رہا ہے تو ہم (معتزلہ) اس کا جواب دیتے ہیں کہ صِراطَ الَّذِينَ انْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کہ الصراط الْمُسْتَقِيمَ سے بدل بن رہا ہے یعنی یہ ایک دوسرے کے لیے مبدل اور بدل کا تعلق رکھتے ہیں تو یہ بات ماننا پڑے گی کہ یہاں مقدر معنی یہ ہو گا کہ "ہمیں ان لوگوں کے رستے پر چلا جن پر تونے انعام کیا ہے اس دعوے کی تائید یہ آیہ کریمہ بھی کر رہی ہے اللہ تعالی نے سورہ آل عمران میں ارشاد فرمایا: ﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِأَنْفُسِهِمْ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ﴾ (۳۲)

ترجمہ: اور ہر گز کافر اس گمان میں نہ رہیں کہ وہ جو ہم انہیں ڈھیل دیتے ہیں کچھ ان کے لئے بھلا ہے ہم تو اسی لئے انہیں ڈھیل دیتے ہیں کہ اور گناہ میں بڑھیں اور ان کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔ مطلب یہ کہ ان کے لیے اللہ کی ذات گناہ کا اضافہ کرتی ہے۔

معتزلہ کے عقلی دلائل:

دنیا کی نعمتیں آخرت کے دائمی عذاب کے مقابلے میں اتنی قلیل ہیں جیسے کہ سمندر میں قطرہ اور اس کی مثل نعمت نہیں ہوئی (یعنی کہ جس طرح سمندر میں سے قطرے کی کوئی اہمیت نہیں اسی طرح دائمی عذاب کے مقابلے میں اتنی نعمت کی بھی کوئی قدر وقیمت نہیں بایں معنی کہ کسی کے لیے میٹھی چیز میں زہر کھ دیا گیا ہو تو اس سے حاصل ہونے والا نفع "نعمت" شمار نہیں ہو گا اس وجہ سے کہ یہ کثیر ضرر کے مقابلے میں حقیر سا نفع ہے جس طرح یہ معاملہ ہے بعینہ اسی طرح کا

فروں پر نعمت کا معاملہ ہے۔

اہل سنت (الماتریدی) کا موقف:

اہل سنت ماتریدیوں کا موقف یہ ہے کہ اللہ تعالی کی نعمتیں کافروں پر بھی ہیں اور مسلمانوں پر بھی۔

اہل سنت کے دلائل:

قرآن پاک سے اہل سنت کے دلائل:

اہل سنت یہ کہتے ہیں کہ کافروں پر اللہ کی نعمتیں بہت زیادہ ہیں اور یہ (اہل سنت) ان آیات سے استدلال پکڑتے ہیں:

(۱) ﴿یاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ، الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الأَرْضَ فِرْشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَانْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ﴾ (۳۳)

ترجمہ: اے لوگو اپنے رب کو پوجو جس نے تمہیں اور تم سے اگلوں کو پیدا کیا یہ امید کرتے ہوئے کہ تمہیں پرہیز گاری ملے جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو عمارت بنایا اور آسمان سے پانی اتارا تو اس سے کچھ پھل لگائے تمہارے کھانے کو تو اللہ کے لئے جان بوجھ کر برابر والے نہ ٹھہراو۔

یہ اس بات پر تنبیہ ہے کہ ہر ایک پر اس عظیم نعمت کے پائے جانے کی وجہ سے اللہ تعالی کی اطاعت واجب و ضروری ہے۔

(۲) ﴿كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللهِ وَكُنْتُمْ أَمْوَتًا فَأَحْيَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ (۳۴)

ترجمہ: بھلا تم کیونکر خدا کے منکر ہوگے حالانکہ تم مردہ تھے اس نے تمہیں جلایا پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں جلائے گا پھر اسی کی طرف پلٹ کر جاؤ گے۔

اس کو بھی اللہ تعالٰی نے احسان اور نعمت کے زمرے میں ذکر فرمایا ہے۔

(۳) ﴿يٰبَنِي إِسْرَائِيلَ اذْكُرُوا نِعْمَتِي الَّتِي الْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَوْفُوا بِعَهْدِي أَوْفِ بِعَهْدِكُمْ وَ إِيٰي فَارْهَبُونِ﴾(۳۵)

ترجمہ: اے یعقوب کی اولاد یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا اور میرا عہد پورا کرو میں تمہارا عہد پورا کروں گا اور خاص میرا ہی ڈر رکھو

(۴) ﴿وَ قَلِيلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ﴾ (۳۶) ترجمہ: اور میرے بندوں میں کم ہیں شکر والے۔

اگر نعمت کا حصول نہ ہو تو شکر لازم نہیں ہوتا اور کفار کا اللہ کی نعمتوں پر شکر نہ کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان پر اللہ کی نعمتیں نہیں ہیں کیونکہ شکر نعمت کے حصول کے وقت ہی ممکن ہے۔(۳۷)

معتزلہ کے دلائل کا رد اہل سنت کی جانب سے

معتزلہ کے نقلی دلائل کا جواب:

ہم یہ کہتے ہیں کہ صراط مستقیم انعام یافتہ لوگوں کا راستہ ہے لیکن صراط مستقیم کے ذکر کے فوراً بعد کفار کے لیے اللہ تعالیٰ نے غیر المغضوب ذکر فرمادیا اس بات پر دلیل یہ ہے کہ

تمام آئمہ تفاسیر اور کئی احادیث میں اس بات پر واضح اشارات ملتے ہیں کہ اس سے مراد یہودی وغیرہ ہیں اور اس کو اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد ذکر فرمایا اور یہ اس کا دفاع کررہا ہے۔

دلیل کا جواب: ہم اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کو مہلت دینا ان کے لیے بھلائی اور نعمت نہیں ہے اور یہ کہ اصل حیات اور تمام وہ اسباب جن سے نفع اٹھایا جاتا ہے وہ بھی ان کے لیے نعمت نہیں ہے یقیناً مہلت تو عذاب کے استحقاق کے ثابت ہونے کے بعد سزا میں تاخیر کرنا ہے یعنی ان پر عذاب کا مسلط کرنا ثابت اور حق ہو چکا ہے لیکن اس سے پہلے ان کو مہلت دی جاتی رہی جب وہ اپنی ہٹ دھرمی اور سرکشی سے باز نہ آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے یہ اعلان کیا کہ اب ہماری ان کو مہلت دینا صرف اور صرف اس لیے ہوگا کہ ہم ان کے لیے گناہوں کی بڑھوتری ہی میں اضافہ کریں گے۔ اس (عذاب کے استحقاق) سے پہلے معاملہ (مہلت کا اہم ہونا) اس طرح نہیں تھا۔ بایں معنی کہ نفس کو مہلت دینا بھی تو ایک حالت (ایک وقت) کے لیے فائدہ اٹھانا ہی تو تھا جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿قال وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَى عَذَابِ النَّارِ﴾ (۳۸)۔ یہ معاملہ اس جیسا نہیں کہ جس کے لیے کسی میٹھی چیز میں زہر ملا کر دے دی جائے جس طرح معتزلہ نے گمان کیا ہے۔

عقلی دلیل کا رد:

یہ معاملہ اس جیسا نہیں کہ جس کے لیے کسی میٹھی چیز میں زہر ملا کر دے دی جائے جس طرح معتزلہ نے گمان کیا ہے بلکہ یہ تو معاملہ اس شخص کی طرح ہے کہ جس نے غیر مسمومہ (بغیر زہر کے) حلوہ تو پایا لیکن اس کا اپنا معدہ خراب تھا جس کی وجہ سے اس کو نقصان ہوا یا یہ کہ زہر آلود حلوہ کھانے سے اس کا جانی نقصان ہوا اگر معاملہ اس طرح ہو تو پھر اس شخص کو بھی جانی نقصان ہونا چاہیے کہ جو اس (زہر آلود) کے علاوہ کوئی اور حلوہ کھائے اور اس کی جان کا ضیاع ہو اور یہ حلوہ اس کو فاسد کر دے اور اس کے لیے زہر قاتل بن جائے اس لیے نبی کریم نے ارشاد فرمایا: نعم المال الصالح للرجل الصالح (۳۹) تو پھر کیسے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں عام نہ ہوئیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے عمومی طور پر ارشاد فرمایا: ﴿يأيها النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۲۱﴾ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَكُمْ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ اندادًا وَانتُمْ تَعْلَمُونَ﴾(۴۰)

اے لوگو اپنے رب کو پوجو جس نے تمہیں اور تم سے اگلوں کو پیدا کیا یہ امید کرتے ہوئے کہ تمہیں پرہیز گاری ملے جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو عمارت بنایا اور آسمان سے پانی اتارا تو اس سے کچھ پھل نکالے تمہارے کھانے کو تو اللہ کے لئے جان بوجھ کر برابر والے نہ ٹھہراؤ۔

﴿وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ﴾ (۴۱)

اور تو ان میں اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا

شکر نعمت کے بعد ہی تو ہوتا۔(۴۲)

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) لقمان:۳۱:۲۰

(۲) القمان: ۳۱:۲۷

(۳) النحل:۱۶ : ۱۸

(۴) صحیح بخاری (موسوعة الحدیث الشریف الکتب الستہ في مجلد واحد) کتاب بدء الخلق، باب ماجائی صفة الجنة وانھا مخلوقة، رقم الحدیث ۳۲۴۴ص ۲۶۳ مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض، المکة المکرمة)

(۵) صحیح بخاری (موسوعة الحدیث الشریف الکتب الستة في مجلد واحد) کتاب الرقائق، باب صحة والفراغ ولاعیش الاعیش الآخرۃ، رقم الحدیث ۶۴۱۲ ۶۳۱۳، ص ۵۳۹ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض المکة المکرمة

(۶) صحیح مسلم (موسوعة الحدیث الشریف الکتب الستہ في مجلد واحد) کتاب الجنة وصفة نعیمھا واھلھا، رقم الحدیث ۷۱۳۲، ص ۱۱۶۹، مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض المکة المکرمة

(۷) معجم المعاني الجامع: کتاب النون

(۸) قاموس المعجم الوسیط: اللغة العربیة المعاصر: کتاب النون

(۹) المنجد مترجم ص ۱۰۳۰: دار الاشاعت کراچی

(۱۰) عطاء الغفور في تغیر شفاء لما في الصدور المعروف بہ الفیضان شیخ الاسلام مولانا محمد مقصود احمد چشتی قادري، خطیب جامع مسجد داتا دربار لاھور، ج ۱، ص ۸۷، مطبوعہ مکتبہ قادریہ، لاھور.

(۱۱) النحل:۱۶:۱۱۸

(۱۲) الفاتحة ۱:۶

(۱۳) الاحزاب:۳۳:۳۷

(۱۴) المفردات في غریب القرآن، علامہ ابو القاسم الحسین بن محمد الراغب اصفہانی المتوفی ۵۰۶ھ، ج ۲ ص ۶۴۴، -۶۴۵، مکتبہ نزار مصطفی الباز، مکہ مکرمہ ۱۴۱۸ھ

(۱۵) التفسیر الکبیر أو مفاتیح الغیب، الامام فخر الدین محمد بن عمر بن الحسین بن الحسن التیمي البکري الرازي الشافعي المتوفی ۶۰۴ھ، ج ۱ ص ۲۵۳، مطبوعہ: المکتبہ التوفیقیہ القاھرہ مصر

(۱۶) النحل:۱۶:۵۳

(۱۷) البقرہ:۲۸

(۱۸) تفسیر غرائب القرآن ورغائب الفرقان،العلامہ نظام الدین الحسن بن محمد بن حسین التمیمي النیسابوري المتوفی۷۲۸ھ، ج۱ ص۱۱۱، دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان۔

(۱۹) التفسیر البحر المحیط، محمد بن یوسف الشھیر بأبي حیان الاندلسي المتوفی ۷۴۵ھ،ج۱ص ۱۴۴، دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان

(۲۰) تفسیر روح المعانی علامہ آلوسی بغدادی،ج۱ص ۹۴، مطبوعہ: داراحیاالتراث العربی لبنان

(۲۱) النحل:۱۸:۱۶

(۲۲) تَنبِيهُ الْغَافِلِينَ مُخْتَصَرُ مِنْهَاجِ الْعَابِدِين ترجمه بنام مختصر منهاج العابدين مؤلف سيد أحمد بن زَيْنِ دحلان شافعی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْكَافِي متوفى ١٣٠٤هـ،ص٢٣٦، مجلس المدینہ العلمیہ کراچی

(۲۳) لقمان:۳۱:۱۴

(۲۴) ابراہیم ۱۴:۷

(۲۵) النساء:۴:۲۹۶۹

(۲۶) التتفسیر الکبیر او مفاتیح الغیب. الامام فخر الدین محمد بن عمر بن الحسین بن الحسن التمیمي البکری الرازي الشافعي المتوفی ۶۰۴ھ،-ج۱ ص۲۵۴ مطبوعہ المکتبہ التوفیقیہ القاہرہ، مصر

(۲۷) تفسیر تبیان الفرقان ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)علامہ غلام رسول سعیدی ج۱ص۷۷۱،ضیاالقرآن پبلی کیشنز،لاہور

(۲۸) النحل:۱۶:۱۸

(۲۹) حاشیہ محی الدین شیخ زادہ علی البیضاوي، محمد بن مصلح الدین مصطفی القونوی الحنفی المتوفی ۹۵۱ھ،ج۱ص ۹۸مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور پاکستان

(۳۰) البحر المدید في تفسیر القرآن المجید ابو عباس احمد بن محمد بن مھدی الحسنی المتوفی ۱۲۲۴ھ،ج۱، ص ۴۳، مطبوعہ: دار الکتب علمیہ بیروت لبنان

(۳۱) الفاتحہ،۱:۷،۶

(۳۲) آل عمران:۳:۱۷۸

(۳۳) البقرہ:۲:۲۲،۲۱

(۳۴) البقرہ:۲:۲۸

(۳۵) البقرۃ:۲:۴۰

(۳۶) سبا:۱۳:۳۴

(۳۷) التفسیر الکبیر للرازي،ج۱ص۲۲۵

(۳۸) البقرہ:۲:۱۳۶

(۳۹) رواہ احمد فی مسندہ،ج۴،ص۱۹۸ :۲۲۲

(۴۰) البقرہ:۲:۲۲،۲۱

(۴۱) الاعراف:۱۴

(۴۲) تفسیر غرائب القرآن،ج۱،ص۱۱۲۔ ۱۱۱

❖❖❖

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.